5

نیک نمونہ سب سے بڑی تبلیغ ہے۔ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ تمام انسانیت کو آنحضورﷺ کی حقیقی تعلیم کے جھنڈے تلے لے آئیں

۲۳ رمئی ۲۰۰۳ء مطابق ۲۳ رہجرت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

☆......صفت ''خبیر'' کی ایمان افروز تشریحات

☆......اپنی اور دوسروں کی اصلاح جماعت احمدیہ کی ذمہ داری

☆......نیک نمونہ سب سے بڑی تبلیغ ہے

☆......متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے

☆......شادی بیاہ کے معاملات میں طعنہ زنی ایک بری بات ہے

☆......قرآنی پیشگوئیاں اور ایجادات

☆......حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آئندہ ہونیوالے واقعات، سعد اللہ لدھیانوی، کانگڑ کا زلزلہ

تشہد وتعوذ کے بعد حضور انور نے سورۃ البقرۃ کی حسب ذیل آیت تلاوت فرمائی

﴿الٓرٰ۔ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ﴾ (سورۃ ھود:۲)

اس کا ترجمہ ہے: ﴿الٓرٰ۔ أَنَـا اللّٰـهُ أَرٰى﴾: میں اللہ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں۔ (یہ) ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات مستحکم بنائی گئی ہیں (اور) پھر صاحب حکمت (اور) ہمیشہ خبر رکھنے والے کی طرف سے اچھی طرح کھول دی گئی ہیں۔

صفتِ خبیر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اس کتاب کی آیتیں اپنے اندر حکمت رکھتی ہیں۔ اور جو کچھ بھی اس میں بیان ہوا ہے وہ بدی سے روکنے والا اور نیکی کی طرف لے جانے والا ہے۔ اور انسان کی پوشیدہ بدیوں سے اس کو آگاہ کر کے اس کی حقیقت سے اسے واقف کرتا ہے۔ اور اس کلام میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں اور نہ کوئی ضرورت سے زائد بات ہے۔ غرض تمام ضروری تعلیم بغیر فضول ولغو کی بقدر حاجت بیان کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی پھر اس امر کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ ہر ایک قسم کی ضروری تفصیل بھی آ گئی ہے۔ اور فروعات کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ بقدر ضرورت انہیں بھی بیان کیا گیا ہے۔

............**من لدن حكيم خبير** سے یہ بتایا ہے کہ اس کا منبع بھی اعلیٰ ہے۔ اس لئے اس کی تمام تفاصیل پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ حکیم اسے کہتے ہیں جو موقع کے مطابق کام کرنے والا ہو۔ اس صفت سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کلام کی بھیجنے والی ہستی کے یہ مدنظر نہیں ہے کہ وہ لوگوں میں شہرت

یا عزت حاصل کرے بلکہ اس کے مدنظر بنی نوع انسان کا فائدہ ہے۔ پس اس نے کوئی ایسی تعلیم اس میں نہیں دی۔ جو بظاہر خوبصورت ہو لیکن بہ باطن خراب ہو۔ بلکہ اس نے ہر وہ تعلیم جو انسان کے فائدہ کی ہے پیش کر دی ہے۔ خواہ لوگ اس سے کس قدر ہی کیوں نہ بھاگیں اور برا نہ منائیں۔

ظاہر میں اچھی اور باطن میں بری تعلیم کی مثال انجیل کی تعلیم ہے کہ اگر کوئی تیری ایک گال پر تھپڑ مارے تو تُو دوسری بھی پھیر دے۔ اور بظاہر بُری اور حقیقت میں اچھی تعلیم کی مثال قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ جو اقوام جبراً مذہب میں دخل دیں۔ ان کا سختی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ جس تعلیم کی غرض لوگوں میں قبولیت حاصل کرنا ہوگی۔ وہ اول الذکر قسم کی تعلیموں پر انحصار کرے گی اور جس کی غرض اصلاح ہوگی۔ وہ لوگوں کی پسندیدگی یا عدم پسندیدگی کا خیال کئے بغیر جو مفید باتیں ہیں انہیں بیان کر دے گی۔"

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۱-۱۴۲)

اس بارہ میں مزید حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"خَبِیْر۔ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقتِ امر سے واقف ہے۔ خبیر کا لفظ اصل حال کی واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور بواطن امور کے جاننے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ اس صفت کا مالک اندرونی تغیرات پر خاموش نہیں رہ سکتا اور بداعمالی کی سزا کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔"

(تفسیر کبیر جلد۳ صفحہ ۱۴۲)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"اَنَا اللّٰہُ اَرٰی: اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ فرماتا ہے بُتوں کے حامی جو کچھ نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ وہ مَیں دیکھ رہا ہوں (جس کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں اِن کی شرارتوں کا علم ہے اس کے مطابق باز پُرس ہوگی۔ اس سورۃ میں دشمنانِ رسالت مآب کی شرارتوں کا بیان ہے............

مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ: یہ کتاب حکیم کی طرف سے ہے۔ عام حکیم جو کچھ کہتے ہیں اس کے سامنے عوام کو چون و چرا کا یارا نہیں۔ چہ جائیکہ ایک عظیم الشان حکیم کی طرف سے ہو اور حکیم بھی ایسا کہ جو ہر طرح سے باخبر ہو۔"

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۲۴)

اللہ تعالیٰ نے اس میں صرف یہی نہیں بتایا کہ جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے وہ مَیں دیکھ رہا ہوں بلکہ پہلوں کی بھی خبر دی جن کے انکار کی وجہ سے جو قومیں ہلاک کر دی گئیں اور آئندہ زمانہ میں جو کچھ ہونے والا ہے جو کچھ مسلمان کہلانے والے آنے والے شاہد کے ساتھ سلوک کریں گے اس سے بھی باخبر ہے۔ چنانچہ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا (جو آیت مَیں نے پڑھی تھی سورہ ھود کی ہے) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ آپ سے پہلے کے انبیاء کے انکار کرنے والوں کی ہلاکت کا تو غم آپ کو تھا ہی، اپنی امت کا بھی غم تھا کیونکہ امت کی ذمہ داری بھی آپ ﷺ پر ڈالی گئی تھی۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آج یہی ذمہ داری آپ کے جانشینوں اور آپ کے ماننے والوں پر ہے۔ کیفیت اور کمیت دونوں لحاظ سے یہ ذمہ داری اس قدر ہے کہ پڑھ کر دل کانپ جاتا ہے۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ اس کی مزید تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ھود اور اس جیسی سورتوں نے قبل از وقت بوڑھا کر دیا ہے کیونکہ آپ دیکھتے تھے کہ آپ کے ساتھ توبہ کرنے والے لوگ آپ کے زمانہ تک ہی محدود نہ تھے بلکہ آپ کے بعد قیامت تک آنے والے تھے۔ ان لوگوں کی تربیت کی ذمہ داری آپ کس طرح اٹھا سکتے تھے۔ یہ خیال تھا جس نے آپ پر اثر کیا اور آپ کو بوڑھا کر دیا۔ مگر آپ کا یہ تقویٰ اللہ تعالیٰ کو ایسا پسند آیا کہ اس نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا اور وعدہ کر لیا کہ مَیں ہمیشہ تیری امت میں سے ایسے لوگ مبعوث کرتا رہوں گا جو تیرے نقش قدم پر چل کر میرا قرب حاصل کریں گے اور تیری طرف سے اس امت کی اصلاح کریں گے۔

اپنی اور دوسروں کی اصلاح ہمارا فرض ہے....

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

''رسول کریم ﷺ کے عمل کے مقابلہ میں اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ ہمارا بھی رسول کریم ﷺ کی طرح یہ فرض رکھا گیا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کے ساتھ دوسرے مومنوں کی اصلاح کی بھی فکر کریں۔ ایک ادنیٰ غور سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ بغیر ایک کامل نظام

کے اس حکم پر عمل نہیں ہوسکتا۔ایک مومن اپنے پاس کے مومنوں کو تو نصیحت کرسکتا ہے لیکن وہ سب دنیا کے مومنوں کو بغیر نظام کے کس طرح نصیحت کرسکتا ہے۔صرف مکمل نظام ہی نہیں ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنے گھر بیٹھا سب مسلمانوں کی خبر رکھ سکتا ہے کیونکہ جب وہ نظام کے قیام میں مدد دیتا ہے خواہ روپیہ سے، وقت سے، قلم سے، زبان سے یا دماغ سے تو وہ اس نظام کا ایک حصہ ہو جاتا ہے۔اوراس نظام کے ذریعہ سے جہاں جہاں بھی کام ہوتا ہے اس میں وہ شریک ہوتا ہے۔اس وقت احمدی جماعت ہی نظام کے ماتحت ہے اور دیکھ لو وہی تبلیغ اسلام دنیا کے مختلف ممالک میں کررہی ہے۔

فرماتے ہیں: ایک پنجاب کے گاؤں کا زمیندار یا ایک افغانستان کے ایک گوشہ میں بسنے والا افغان جو جغرافیہ سے محض نابلد ہے جب اپنی کمائی کا ایک حصہ خزانۂ سلسلہ میں ادا کرتا ہے تو وہ نہ صرف اپنے ذاتی فرض کو ادا کرتا ہے بلکہ اس طرح وہ یورپ، امریکہ، سماٹرا، جاوا، افریقہ وغیرہ مختلف براعظموں اور ملکوں میں تبلیغ اسلام کا جو کام ہورہا ہے اس میں شریک ہوجاتا ہے۔اوراس حکم کی ذمہ داری سے ایک حد تک سبکدوش ہوجاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ٢٦٥)

اصلاح............جماعت احمدیہ کی ذمہ داری

پس آج ہمارا جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب جماعت ہے اور جو سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے محبت اور عشق کی دعویدار ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر یہ ثابت کردیا ہے کہ ہم صرف دعویٰ ہی نہیں کررہے بلکہ حقیقت میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کے حکم کے مطابق ہم نے امام کو پہچانا اور مانا اور ہم اس جماعت میں داخل ہوگئے ہیں جس پر ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے کہ وہ آئندہ بھی دنیا کی اصلاح کی کوشش کرتی رہے گی، ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ ہم اس عشق کو سچ کردکھائیں اور امت مسلمہ کو خصوصاً کہ وہ ہمارے محبوب ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں اور تمام انسانیت کو عموماً آنحضور ﷺ کی حقیقی تعلیم کے جھنڈے تلے لے آئیں۔اوراس کے ساتھ سب سے بڑھ کر ہمیں خود بھی اپنی اصلاح

کرنی ہوگی۔ اس طرف توجہ دینی ہوگی کیونکہ نیک نمونہ سب سے بڑی تبلیغ ہے۔ اللہ کرے ہمارا شمار ان خوش قسمت لوگوں میں ہو جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی فکر کو دیکھ کر یہ وعدہ کیا تھا کہ تیرے راستہ پر چل کر میرا قرب حاصل کرنے والے ہوں گے۔

اب کچھ اور آیات ہیں صفت خبیر کے متعلق وہ پیش کرتا ہوں۔ {وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ۔ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا }

(بنی اسرائیل :۱۸)

اور کتنے ہی زمانوں کے لوگ ہیں جنہیں ہم نے نوح کے بعد ہلاک کیا اور تیرا ربّ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے (اور) اُن پر نظر رکھنے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اس قسم کی مثالیں تم کو شروع سے دنیا میں نظر آئیں گی، نوح سے لے کر اس وقت تک نبی آتے رہیں ہیں سب کے زمانہ میں اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ {وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا} کہہ کر یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو خبیر و بصیر ہے بندوں کو غلط راستہ پر چلتے دیکھ کر کس طرح خاموش رہ سکتا ہے۔ یہ فقرہ بھی ان معنوں کو ردّ کرتا ہے جو اوپر کی آیت کے بعض نادانوں نے کئے ہیں (کہ خدا تعالیٰ بڑے بڑے لوگوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ بدکار ہو جاؤ) کیونکہ اس میں بتایا ہے کہ معذب لوگ پہلے سے گناہ گار ہوتے ہیں یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو گنہگار بناتا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد ٤ صفحہ ۳۱۷)

پھر ایک آیت ہے {وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ }

(سورۃ فاطر:۳۲)

اور جو ہم نے تیری طرف کتاب میں سے وحی کیا ہے وہی حق ہے۔ اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے سامنے ہے۔ یقیناً اللہ اپنے بندوں سے ہمیشہ باخبر رہنے والا (اور ان پر) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

امام رازیؒ {اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ } کے تحت فرماتے ہیں کہ اس ارشاد الٰہی کے دو پہلو ہیں:

نمبر ایک: حقیقت یہ ہے کہ یہ بات برحق ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے اور وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ کا مطلب ہے کہ وہ چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔اور {بَصِیْرٌ} کا مطلب یہ ہے کہ وہ ظاہری باتوں کو بھی جاننے والا ہے۔ پس اس کی وحی میں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی کوئی باطل بات نہیں ہے۔

نمبر۲: {اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیْرٌ بَصِیْرٌ} اس اعتراض کا جواب بھی ہوسکتا ہے جو مشرکین مکہ کیا کرتے تھے کہ یہ قرآن کسی عظیم المرتبت شخص پر کیوں نازل نہیں ہوا؟

پس فرمایا {اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیْرٌ بَصِیْرٌ} یعنی وہ ان کے باطن کو جانتا ہے اور ان کے ظاہر پر بھی نظر رکھے ہوئے ہے۔ پس اس نے محمد ﷺ کو چنا اور ان کے علاوہ کسی اور کو نہ چنا۔ کیونکہ ان کے نزدیک وہی اس مقام کے لئے ان میں سے سب سے زیادہ اہل تھے۔

(تفسیر کبیر رازی جلد ۲۶ صفحہ ۲۴)

پھر فرمایا: {وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ۔ اِنَّہٗ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرٌ بَصِیْرٌ}

(سورۃ الشوریٰ:۲۸)

اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں ضرور باغیانہ روش اختیار کرتے لیکن وہ ایک اندازہ کے مطابق جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے ہمیشہ باخبر (اور ان پر) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیت کے تعلق میں حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جو باتیں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی کی اہانت کی اس نے گویا مجھے جنگ کے لئے للکارا اور مَیں اپنے اولیاء کی مدد کرنے میں سب سے سُرعت سے کام لینے والا ہوں۔ اور مجھے ان کے باعث اس طرح غصہ آتا ہے جس طرح غضبناک شیر کو غصہ آتا ہے۔ اور مَیں کسی کام کے کرنے میں کبھی متردّد نہیں ہوا البتہ ایک ایسے مومن کی روح قبض کرنے میں مجھے تردّد ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے۔ اگر چہ مَیں اس کی ناگواری کو ناپسند کرتا ہوں مگر اس کے سوا چارہ نہیں ہوتا۔ اور میرا کوئی مومن بندہ میرا مقرب نہیں

ہوا مگر ان فرائض کی ادائیگی کی وجہ سے جو مَیں اس پر فرض کئے ہیں۔ اور میرا مومن بندہ نوافل کے ذریعہ مسلسل میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ مَیں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ اور جب مَیں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو مَیں اس کے کان، آنکھیں، زبان اور ہاتھ اور اس کا مددگار ہو جاتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو مَیں اسے دے دیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے کوئی دعا کرتا ہے تو مَیں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ میرے کچھ بندے مجھ سے عبادت کا دروازہ پوچھتے ہیں اور مَیں جانتا ہوں کہ اگر مَیں نے اس کو وہ دروازہ بتا دیا تو اس شخص میں عُجب آ جائے گا جو اس کو بگاڑ دے گا۔ اور میرے کچھ مومن بندے ایسے ہیں کہ جن کو دولتمندی ہی راہ راست پر قائم رکھ سکتی ہے اور اگر مَیں ان کو غریب کر دوں تو غربت ان کو بگاڑ دے گی اور میرے مومن بندوں میں سے بعض ایسے ہیں جن کو غربت ہی درست حال پر قائم رکھتی ہے اور اگر مَیں انہیں غنی کر دوں تو امیر ہونا اس کو فساد میں مبتلا کر دے گا۔ اور مَیں اپنے بندوں کے بارہ میں ان کے دلوں کے حال کو جانتا ہوئے تدبیر کرتا ہوں۔ پس مَیں علیم و خبیر ہوں۔

اس کے بعد حضرت انسؓ نے ان الفاظ میں دعا کی ہے 'اَللّٰھُمَّ اِنِّی مِنْ عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُصْلِحُھُمْ اِلَّا الْغِنٰی فَلَا تُفْقِرْنِیْ بِرَحْمَتِکَ'۔ اے اللہ! مَیں تیرے ان مومن بندوں میں سے ہوں جن کو صرف غناء ہی راس آتا ہے۔ پس تُو اپنی رحمت سے مجھے مفلس نہ رہنے دینا۔ (تفسیر قرطبی)

پھر فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ (سورۃ الحجرات: ۱۴) ۔ اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر کو جانتا ہے، تمہارے نسب کو جانتا ہے، تمہارے باطن سے باخبر ہے، اس پر تمہارے

بھید مخفی نہیں ہیں۔ پس تم تقویٰ کو اپنا عمل بناؤ اور تقویٰ میں بڑھتے چلے جاؤ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑھایا ہے

(تفسیر کبیر رازیؒ جلد ۲۸ صفحہ ۱۴۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تم میں معزز اور زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ تر متقی ہے۔ جس قدر نیکیاں اور اعمال صالح کسی میں زیادہ تر ہیں وہی زیادہ معزز و مکرم ہے۔ کیا بے جا شیخی اور انانیت پیدا نہیں ہو رہی؟ پھر بتلاؤ۔ اس نعمت کی قدر کی تو کیا کی؟ یہ اخوت اور برادری کا واجب الاحترام مسئلہ اسلام کی دیکھا دیکھی اب اور قوموں نے بھی لے لیا۔ پہلے ہندو وغیرہ قومیں کسی دوسرے مذہب وملت کے پیرو کو اپنے مذہب میں ملانا عیب سمجھتے تھے اور پرہیز کرتے تھے۔ مگر اب شدھ کرتے اور ملاتے ہیں۔ گو کامل اخوت اور سچے طور پر نہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی طرف غور کرو کہ حضورؐ نے اپنی عملی زندگی سے کیا ثبوت دیا کہ زید جیسے کے نکاح میں شریف بیبیاں آئیں۔ اسلام، مقدس اسلام نے قوموں کی تمیز کو اُٹھا دیا جیسے وہ دنیا میں توحید کو زندہ اور قائم کرنا چاہتا تھا اور چاہتا ہے اسی طرح ہر بات میں اس نے وحدت کی روح پھونکی اور تقویٰ پر ہی امتیاز رکھا۔ قومی تفریق جو نفرت اور حقارت پیدا کر کے شفقت علیٰ خلق اللہ کے اصول کی دشمن ہو سکتی تھی اُسے دور کر دیا۔ ہمیشہ کا منکر، خدا رسول کا منکر جب اسلام لاوے تو شیخ کہلاوے۔ یہ سعادت کا تمغہ یہ سیادت کا نشان جو اسلام نے قائم کیا تھا صرف تقویٰ تھا۔

(الحکم ۵/ مئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ { اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ } یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے''۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵۰)

پھر فرماتے ہیں: ’’دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال و دولت یا نسلی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے۔ چنانچہ فرمایا {اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ} لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے گو کہ جماعت میں بہت بڑا حصہ ایسا ہے جو اس بات پر قائم ہے لیکن پھر بھی وقتاً فوقتاً ایسی مثالیں سامنے آتی رہتی ہیں۔ ہمیں اب اس تعلیم کو بڑی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ اب بھی ایسے خطوط آتے رہتے ہیں جن میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ ہمیں یا ہمارے عزیزوں کی لڑکیوں کی طرف سے شادیوں کے بعد غربت کے طعنے دئے جاتے ہیں یا حسب نسب کے طعنے دئے جاتے ہیں۔ یہ باتیں تو ایسی ہیں جو شادی کرنے والے کو پہلے سوچ لینی چاہئیں۔ پہلے حسب نسب یا غربت و امارت کا پتہ یا علم نہیں تھا۔ انتہائی ظلم کی بات ہے یہ۔ پہلے بھی کسی نے آپ کو مجبور نہیں کیا ہوتا کہ ضرور فلاں جگہ شادی کرنی ہے۔ اپنی مرضی سے، اپنے شوق سے کرتے ہیں تو پھر اس کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ اس قسم کے طعنے یا اس قسم کی باتیں کی جائیں۔ کچھ خدا کا خوف ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو تقویٰ پر قائم کرے۔

قرآن کریم کی بیان فرمودہ پیشگوئیاں اور نئی ایجادات

قرآن کریم کی بعض اور بیان فرمودہ پیشگوئیاں ہیں، پیش خبریاں ہیں۔ فرمایا: {وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ} اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ تکویر کی اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں:

’’قرآن اور حدیث دونوں بتلا رہے ہیں کہ مسیح کے زمانہ میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے یعنی ان کے قائم مقام کوئی اور سواری پیدا ہو جائے گی۔ یہ حدیث مسلم میں موجود ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہے: ’’وَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا‘‘ اور قرآن کے الفاظ یہ ہیں ﴿وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾۔ شیعوں کی کتابوں میں بھی یہ حدیث موجود ہے مگر کیا کسی نے اس نشان کی کچھ بھی پرواہ کی۔ ابھی عنقریب ہی اس پیشگوئی کا دلکش نظارہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نمایاں ہونے والا ہے جبکہ اونٹوں کی ایک لمبی قطار کی جگہ ریل کی گاڑیاں نظر آئیں گی۔ اور تیرہ سو برس کی سواریوں میں انقلاب ہو کر ایک نئی سواری پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت ان مسافروں کے سر پر جب یہ آیت {وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ} اور یہ حدیث ’’وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا‘‘ پڑھی جائے گی تو کیسے انشراح

صدر سے ان کو ماننا پڑے گا کہ یہ درحقیقت آج کے دن کے لئے ایک نشان تھا اور ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو ہمارے نبی کریمؐ کے مبارک لبوں سے نکلی اور آج پوری ہوئی‘‘۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ ۴۰۶)

یہ بھی اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے لئے پیش کی گئی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’مَیں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں اس ملک میں ریل جاری ہو کر اونٹ بیکار کئے گئے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے جبکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو کر وہ تمام اونٹ بیکار ہو جائیں گے جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک کرتے تھے۔ تب اس وقت ان اونٹوں کی نسبت وہ حدیث جو صحیح مسلم میں موجود ہے صادق آئے گی یعنی یہ کہ ’’لَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا‘‘ یعنی مسیح کے وقت میں اونٹ بیکار کئے جائیں گے اور کوئی ان پر سفر نہیں کرے گا‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۶)

پھر فرمایا: ﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾

(التکویر: ۱۱)

اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: ’’ایسا ہی قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت اور بھی پیشگوئیاں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ پیشگوئی بھی ہے {وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ} یعنی آخری زمانہ وہ ہوگا جبکہ کتابوں اور صحیفوں کی اشاعت بہت ہوگی گویا اس سے پہلے کبھی ایسی اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ یہ ان کلوں کی طرف اشارہ ہے جن کے ذریعہ سے آج کل کتابیں چھپتی ہیں اور پھر ریل گاڑی کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں تک پہنچائی جاتی ہیں‘‘۔

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۲)

ویسے تو قدیم زمانہ سے درختوں کے پتوں، ان کی چھالوں اور ہڈیوں اور پتھروں وغیرہ پر لکھنے کا رواج رہا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں رائج تھا۔ تاہم باقاعدہ فن کتابت کا آغاز چین سے ہوا۔ پہلا مطبوعہ نمونہ ۷۷۰ء کا ہے جو برٹش میوزیم میں موجود ہے وہ چین کا ہے۔

بہرحال اب یہ فن روز بروز ترقی پر ہے۔ اس کی نئی نئی شکلیں مثلاً کمپیوٹر اور کمپیوٹرائزڈ چھاپہ خانے، پھر آج کل ای میل وغیرہ مختلف چیزیں ہیں جو جاری ہیں جو اس الٰہی خبروں کی کہ {وَاِذَا

الصُّحُفُ نُشِرَت } کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

پھر فرمایا﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً۔وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

(النحل:۹)

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) تا کہ تم ان پر سواری کرو اور (وہ) بطور زینت (بھی) ہوں۔ نیز وہ (تمہارے لئے) وہ بھی پیدا کرے گا جسے تم نہیں جانتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے حوالے سے سورۃ کے تعارفی نوٹ میں فرماتے ہیں:

”ہر قسم کے جانوروں کی تخلیق کا ذکر فرمانے کے بعد یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی گئی ہے کہ اس قسم کی اور سواریاں بھی اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا اور جن کا تمہیں اِس وقت کوئی علم نہیں۔ چنانچہ فی زمانہ ایجاد ہونے والی نئی نئی سواریوں کی پیشگوئی اس آیت میں فرمادی گئی ہے“۔

اب مختلف النوع قسم کی سواریاں اور پھر ان کے مختلف النوع قسم کے فیولز (Fules) ہیں جن سے یہ چلتی ہیں۔ سولر انرجی (Solar Energy) سے چلنے والی سواریاں بھی ایجاد ہیں۔

پھر ترقی یافتہ قوموں کے زوال کی خبر ہے۔ {اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ۔ وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ۔تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ }

(سورة الفيل :۲تا٦)۔

کیا تُو نہیں جانتا کہ تیرے ربّ نے ہاتھی والوں سے کیا سلوک کیا؟ کیا اُس نے اُن کی تدبیر کو رائیگاں نہیں کر دیا؟ اور اُن پر غول در غول پرندے (نہیں) بھیجے؟ وہ اُن پر کنکر ملی خشک مٹی کے ڈھیلوں سے پتھراؤ کر رہے تھے۔ پس اس نے اُنہیں کھائے ہوئے بُھو سے کی طرح کر دیا۔

اس کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دنیاوی قوموں کی ترقی آخر اس نقطۂ عروج پر ختم ہوگی کہ وہ ساری عظیم طاقتیں اسلام کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہو چکی ہوں گی۔ قرآن کریم ماضی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے

فرماتا ہے کہ اس سے پہلے بھی اُمُّ الْقُریٰ یعنی مکہ کو بڑی بڑی ظاہری حشمت والی قوموں نے تباہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ اصحاب الفیل یعنی بڑے بڑے ہاتھیوں والے تھے لیکن پیشتر اس سے کہ وہ ان بڑے بڑے ہاتھیوں پر مکہ تک پہنچتے، ان پر ابابیل نے جو سمندری چٹانوں کی کھوہوں میں گھر بناتی ہیں، ایسے کنکر برسائے جن میں چیچک کے جراثیم تھے اور ساری فوج میں وہ خوفناک بیماری پھیل گئی اور آناً فاناً وہ ایسی لاشوں کے ڈھیر ہو گئے جیسے کھایا ہوا بُھوسا ہو۔ ان کے جسموں کو مُردار خور پرندے پٹک پٹک کر زمین پر مارتے تھے۔ پس آئندہ بھی اگر کسی قوم نے طاقت کے برتے پر اسلام کی یا مکہ کی بے حرمتی کا اور تباہی کا ارادہ کیا تو وہ بھی اسی طرح تباہ کر دی جائے گی۔

شقِ قمر

پھر شق قمر کی خبر ہے۔ فرمایا: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ کہ ساعت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:-

''آنحضرت ﷺ مکہ میں ہی تھے کہ آپؐ کو الہام ہوا: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ اسلام کی ترقی کا وقت آ گیا ہے اور عرب کی حکومت تباہ کر دی گئی۔ چاند عرب کا نشان تھا چنانچہ جب کوئی شخص خواب میں چاند دیکھے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اُسے عرب کی حکومت کے حالات بتائے گئے ہیں۔ پس چاند کے پھٹنے کے یہ معنے تھے کہ عرب کی حکومت تباہ ہو جائے گی۔ اُس وقت جب آپؐ کے صحابہؓ چاروں طرف دنیا میں جان بچائے دوڑے پھرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کا گلا گھونٹا جاتا اور آپؐ کی گردن میں پٹکے ڈالے جاتے تھے۔ جب خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کی بھی آپؐ کو اجازت نہیں تھی اور جب سارا مکہ آپؐ کی مخالفت کی آوازوں سے گونج رہا تھا، اُس وقت محمد رسول اللہ ﷺ نے مکہ والوں کو یہ خبر دی کہ عرب کی حکومت کی تباہی کا خدا نے فیصلہ کر دیا ہے اور اسلام کے غلبہ کا وقت آ گیا ہے۔ پھر کس طرح چند سال کے بعد ہی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ قیدار کی ساری حشمت توڑ دی گئی۔ اسلام کا جھنڈا بلند کر دیا گیا۔ چاند پھٹ گیا۔ قیامت آ گئی اور ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین بنا دی گئی۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن۔ صفحہ ۲۸۳)

پھر آنحضرت ﷺ کی چند احادیث ہیں جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ سے علم پا کر) حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کی وفات کی خبر اطلاع آنے سے پہلے اس حال میں دی کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(بخاری کتاب المغازی باب عزوہ موتہ من ارض شام)

آنحضرت ﷺ کی اس خبر کے عین مطابق جس روز آپ ﷺ نے صحابہ کو حضرت زید اور حضرت جعفر کی شہادت کی خبر دی۔ میدان موتہ میں دونوں صحابہ کی شہادت ہو چکی تھی جس کی تصدیق ان کی شہادت کی با قاعدہ خبر لانے والے فرد کے پیغام پہنچانے سے ہوگئی۔

پھر آپ ؐ نے صحابہ کو ان کی خوشحالی کی خبر دی۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس قالین ہے؟ مَیں نے عرض کیا حضور! ہمارے پاس قالین کہاں!۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس قالین بھی ہوں گے۔ پھر ہم پر وہ زمانہ آیا کہ مَیں بیوی کو کہتا کہ میرے راہ سے اپنا قالین ہٹاؤ تو کہتی کیا نبی ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ یہ جواب سن کر مَیں ان قالینوں کو بچھے رہنے دیتا۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مَیں نے دیکھا کہ کالی بکریوں کا ریوڑ میری پیروی کر رہا ہے اور ان کے پیچھے خاکستری رنگ کی بکریوں کا ریوڑ ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ عرب آپ کی پیروی کریں گے اور پھر عجم ان کی پیروی کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے بھی یہی تعبیر کی ہے

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۱ صفحہ ۵۹ کتاب الایمان والروؤیا باب ماقالوا فیما یخبر النبی ؐ من الرؤیا حدیث نمر ۱۰۵۲۸)

پھر مسلمانوں اور دوسری اقوام کے حملہ آور ہونے کی خبر ہے۔

عبدالرحمٰن، بشر، ابن جابر، ابو عبدالسلام، ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ دوسری قومیں تم پر اس طرح حملہ آور ہوں گی جیسے کھانے والے کھانے کے کسی برتن

پرآ ٹوٹتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یہ ہماری تعداد کی کمی کی جہ سے ہوگا؟ فرمایا نہیں۔ تم اس زمانے میں تعداد میں بہت ہوگے لیکن تم ایسے ہوگے جیسے دریا کے پانی پر میل اور کوڑے کا جھاگ ہوتا ہے۔ اللہ تمہارے رعب کو تمہارے دشمنوں کے دل سے نکال ڈالے گا اور تمہارے دلوں میں وھن ڈالے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! وھن کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کا خوف۔

(سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی تداعی الامم علی الاسلام)

یہ جو آج کل ہم دیکھ رہے ہیں۔

آخری زمانہ میں تجارت کے بارہ میں پیشگوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب قرب قیامت کا زمانہ آئے گا تو خاص خاص لوگوں کو ہی سلام کیا جائے گا اور تجارت اس قدر پھیل جائے گی کہ عورت اپنے خاوند کی تجارت میں اس کی مدد کرے گی اور رحمی رشتے منقطع ہو جائیں گے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحه ۴۱۹ مطبوعه بیروت)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمدؐ! اگر جنت کا عرض آسمان اور زمین ہے تو پھر دوزخ کہاں ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے نہیں دیکھا کہ جب رات آتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(المستدرك على الصحيحين۔ كتاب الايمان جلد ١ صفحه ٩٢ حديث نمبر ١٠٣)

اس زمانہ میں یہ سمجھنا مشکل تھا لیکن اس میں جو مختلف سمتوں یا Dimention کے وجود کی خبر دی گئی ہے آج کل انسان سمجھ سکتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ ہونے والی باتیں بیان فرمائیں ان کی چند مثالیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”میرے مخلص دوست مولوی نور دین صاحب کا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا۔ اس کے فوت ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی ظاہر کی اس خیال سے کہ مولوی صاحب لاولد رہ گئے، تب مَیں نے ان کے لئے بہت دعا کی اور دعا کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے

مجھے یہ اطلاع ملی کہ تمہاری دعا سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس بات کا نشان کہ وہ محض دعا کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا کہ اس کے بدن پر بہت سے پھوڑے نکل آئیں گے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالحیٔ رکھا گیا اور اس کے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جن کے داغ اب تک موجود ہیں۔ اور یہ پھوڑوں کا نشان لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا۔

(حقیقة الوحی،روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۳۰)

سعداللہ لدھیانوی کی موت کی خبر دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''منجملہ اُن نشانوں کے سعداللہ لدھیانوی کی موت ہے جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب منشی سعداللہ لدھیانوی بدگوئی اور بدزبانی میں حد سے بڑھ گیا اور اپنی نظم اور نثر میں اس قدر مجھ کو گالیاں دیں کہ...... مَیں باور نہیں کرسکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اس نے مجھے دیں۔ چنانچہ جس شخص نے اس کی مخالفانہ نظمیں اور نثریں اور اشتہار دیکھے ہوں گے اس کو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونے کے لئے اور نیز میری ذلت اور اس کی نامرادی دیکھنے کے لئے کس قدر حریص تھا اور میری مخالفت میں کہاں تک اس کا دل گندہ ہوگیا تھا۔ پس ان تمام امور کے باعث مَیں نے اس کے بارہ میں یہ دعا کی کہ میری زندگی میں اس کو نامرادی اور ذلت کی موت نصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں چند گھنٹہ میں نمونیا پلیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کوچ کرگیا...... اور وہ پیشگوئی جس میں مَیں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کیساتھ میرے روبرو وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ پس مَیں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ اور صرف تیری ذلت پر کچھ حصر نہیں، خدا تجھے مع تیرے گروہ کے ذلیل کرے گا اور مجھے عزت دے گا یہاں تک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے۔

اے میرے خدا مجھ میں اور سعداللہ میں فیصلہ کر۔ یعنی جو کاذب ہے صادق کے روبرو اس کو

ہلاک کر۔اے علیم وخبیر جو میرے دل کو اور میرے اندر کی پوشیدہ باتوں کو دیکھ رہا ہے۔اے میرے خدا! مَیں تیری رحمت کے دروازے دعا کرنے والوں کے لئے کھلے دیکھتا ہوں۔پس یہ جو مَیں نے سعداللہ کے حق میں دعا کی ہے اس کو قبول فرما اور ردّ نہ کر یعنی میری زندگی میں ہی اس کو ذلت کی موت دے''۔

(حقیقة الوحی- روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۳۵ تا ۴۴۶)

پھر کانگڑہ کے زلزلہ کی خبر ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ جو بعض حصہ پنجاب میں سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے: ''زلزلہ کا دھکا۔عَفَتِ الدِّيَارُ مَحِلُّهَا وَ مَقَامُهَا'' ۔چنانچہ یہ پیشگوئی ۴/اپریل ۱۹۰۵ءکو پوری ہوئی۔

(حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۳۱)

اور اس پیشگوئی کے مطابق کانگڑہ میں شدید زلزلہ آیا جس میں ہندوؤں کے مشہور مندر زمین بوس ہوگئے۔دھرمسالہ کی اور متفرق چھاؤنیاں جو تھیں ان میں بڑی تباہی آئی اور ایک محتاط اندازہ کے مطابق کہتے ہیں کہ بیس ہزار افراد لقمہ اجل ہوئے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عجیب معجزہ ہے کہ کسی احمدی کا جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔

پھر کانگڑہ کے زلزلہ کے حالات بیان کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ''ذکر حبیبؑ'' میں بیان فرماتے ہیں:

''۴/اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو جبکہ پنجاب میں سخت زلزلہ آیا اور کانگڑہ کے پہاڑ میں کئی ایک بستیاں بالکل تباہ ہوگئیں اور ہندوؤں کی دیوی جوالا مکھی کی لاٹ بجھ گئی اور عمارت مسمار ہوگئی۔اس وقت صبح ساڑھے چھ بجے کے قریب قادیان میں بھی سخت زلزلہ محسوس ہوا مگر یہ خدا کا فضل رہا کہ جیسا کہ لاہور اور امرتسر میں کئی ایک مکانات گر گئے اور آدمی مر گئے اور بہتوں کو چوٹیں آئیں، ایسا کوئی حادثہ قادیان میں نہیں ہوا۔مَیں ان دنوں کچھ بیمار تھا اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا علاج کرتے تھے۔روزانہ تازہ ادویہ منگوا کر اور ایک گولی اپنے ہاتھ سے مجھے بھیجا کرتے تھے۔مَیں

اس وقت اپنے اہل بیت کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے مکان میں اس کمرہ میں مقیم تھا جو گول کمرہ کے نام سے مشہور ہے اور جس میں مَیں قادیان میں سب سے پہلی دفعہ ۱۸۹۱ء کے ابتدا میں آن کر مقیم ہوا تھا۔ چونکہ زلزلے کے اس بڑے دھکے آنے کے بعد بھی چند گھنٹوں کے وقفے پر بار بار زمین ہلتی تھی اس واسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تجویز کی کہ مکانات چھوڑ کر باہر باغ میں ڈیرہ لگا دیا جائے۔ اکثر دوست مع قبائل باہر چلے گئے او چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنائی گئیں اور بعض نے خیمے کھڑے کر لئے اور کئی ماہ تک اسی باغ میں قیام رہا۔ انہی ایام میں جاپان کا ایک پروفیسر اوموری جو علم زلازل کے محقق اور مبصر تھے ان زلازل کی تحقیقات کے واسطے ہندوستان آیا تھا اور بعد تحقیقات اس نے فیصلہ کیا تھا کہ یہاں اب کئی سال تک زلزلہ نہیں آئے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی الہامی پیشگوئی شائع کی تھی کہ موسم بہار میں پھر زلزلہ آئے گا۔ چنانچہ دوسرے سال ایسا ہی ایک شدید زلزلہ پھر آیا‘‘۔

(ذکرحبیب از مولانا مفتی محمدصادق صاحب صفحہ ۱۲۶)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے الہام کیا:

’’بھونچال آیا اور شدت سے آیا۔ زمین تہہ بالا کر دی‘‘

اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

’’اس دن آسمان سے کھلا کھلا دھواں نازل ہوگا اور اس دن زمین زرد پڑ جائے گی۔ یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہونگے۔ میں بعد اس کے جو مخالف تیری توہین کریں تجھے عزت دونگا اور تیرا اکرام کرونگا۔ وہ ارادہ کریں گے جو تیرا کام ناتمام رہے اور خدا نہیں چاہتا کہ جو تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے کام پورے نہ کرے۔ میں رحمٰن ہوں اور ہر ایک امر میں تجھے سہولت دوں گا اور ہر ایک امر میں تجھے برکتیں دکھلاؤں گا‘‘۔

(حقیقہ الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد نمبر ۲۲۔ صفحہ ۹۸)

پھر حضورؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’یاد رہے کہ جس عذاب کے لئے یہ پیشگوئی ہے اس عذاب کو خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ کے لفظ سے بیان کیا ہے اگرچہ بظاہر وہ زلزلہ ہے اور ظاہر الفاظ یہی بتاتے ہیں کہ وہ زلزلہ ہی ہوگا۔ لیکن چونکہ عادت الٰہی میں استعارات بھی داخل ہیں اس لئے یہ

بھی کہہ سکتے ہیں کہ غالباً تو وہ زلزلہ ہوگا ورنہ کوئی اور جاں گداز اور فوق العادت عذاب ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے''۔

(براھین احمدیہ جلد پنجم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے چرند، پرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گے اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔...... میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں، پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ۲۶۸۔۲۶۹)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''اے سننے والو! تم سب یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر ظہور میں آئیں تو سمجھ لو کہ مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ لیکن اگر ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا اور شدت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا اور اکثر مقامات میں عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچایا تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا''۔

(تجلیات الٰھیہ صفحہ ٤ روحانی خزائن جلد ٢٠ صفحہ ٣٩٦)

آپ کے کچھ الہامات ہیں۔ فرمایا:

''مجھے اللہ جل شانہ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا اور مجھے اس نے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور یہ کسی حد تک ہم نے پورا ہوتے ہوئے بھی دیکھا اور آئندہ بھی دیکھیں گے۔

پھر یہ الہام ہے ١٨٨٣ء کا: پھر بعد اس کے فرمایا ''اِنَّـا اَنْـزَلْـنَـاهُ قَـرِيْبًـا مِّنَ الْقَادِيَان۔ وَبِـالْـحَـقِّ اَنْـزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا''۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا''۔

(براھین احمدیہ روحانی خزائن جلد ١ صفحہ ٥٩٣ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ٣۔ تذکرہ صفحہ ٧٤۔٧٥ مطبوعہ ١٩٦٩ء)

پھر ایک الہام ہے فرمایا: ''اللہ جل شانہ نے مجھے خبر دی ہے کہ ''يُـصَـلُّـوْنَ عَـلَيْكَ صُلَحَآءُ الْعَرَبِ وَاَبْدَالُ الشَّامِ وَتُصَلِّيْ عَلَيْكَ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ وَيَحْمَدُكَ اللّٰهُ عَنْ عَرْشِهٖ''۔

(از مکتوب حضرت اقدس مورخہ اگست ١٨٨٨ء مندرجہ الحکم جلد ٥ نمبر ٣٢، مؤرخہ ٣١/اگست ١٩٠١ء تذکرہ صفحہ ١٦٢ مطبوعہ ١٩٦٩)

اس کا صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ترجمہ کیا ہے کہ تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔